کربلا کی شیر دل بہن

ذاکرۂ آل خدیجۃ الکبریٰ ادیبہ بنت زہرا نقوی ندئی الہندی
معلمۂ علوم اسلامی جامعۃ الزہرا لکھنؤ

خطبۂ زینبؑ نے تخت وتاج کی
ظلم کے ہاتھوں سے شوکت چھین لی
چھن گئی چادر تو کیا؟ محشر تلک
طالب بیعت کی ہمت چھین لی

(اسیف جائسی)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اکثر اہالیٔ دنیا کی نظر میں عورت بحیثیت صنف نازک بزدل تسلیم کرلی گئی ہے اور وہ خود اپنے کو صنف قوی ہونے کی وجہ سے شیر دل سمجھتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ قوی ونازک کے مفہوم کو صحیح طور پر درک نہیں کرسکے اس لئے ضروری نہیں کہ ہر نازک بزدل ہو اور ہر قوی شیر دل۔ تاریخ عالم وآدم گواہ ہے کہ میدانوں سے بڑے بڑے مرد سورماؤں کے پیر اکھڑ گئے اور اہم معرکوں کو صاحبان جرأت وحوصلہ خواتین نے بڑی پامردی سے سر کرلیا۔ لیکن یہ بھی محقق ہے کہ جب بھی عالم نسواں میں جرأت وہمت، صداقت وشجاعت، حق گوئی وبے باکی کے نمونہ ہائے عمل کی ضرورت ہوگی تو یقینا پوری دیانت داری کے ساتھ مجاہدۂ کربلا ہی مدرسۂ حق بیانی وجرأت اظہار ٹھہرے گا۔

جہاں سیدالشہداء امام الکونین حضرت حسین ارواحنالہٗ الفداء اور ان کے اقرباء وانصار کی شیر دل عورتیں اپنی شجاعت وپامردی کے ایسے نقوش جریدۂ کائنات پر ثبت کردیتی ہیں جنھیں دنیا قیامت تک محو نہیں کرسکتی۔

ہاں انھیں بہادر خواتین کی سالار کا اسم گرامی زینب کبریٰؑ ہے جنھیں ''کربلا کی شیر دل خاتون'' کے لقب سے آئے دن زبان وقلم کے ذریعہ یاد کیا جاتا ہے۔

حسینؑ مظلوم کی یہ وہ دکھیاری بہن ہے کہ جس نے تمام تکلیفیں برداشت کرنے کے باوجود نصرت حسینؑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور جی جان لگا کر مقاصد حسینؑ کے تحفظ کا کام انجام دیا۔ جس گھر کے کنیزیں عالمات وفاضلات ہوں وہاں کی بیٹیوں کا کیا کہنا اور پھر فاطمہؑ کی بیٹی، جو عالمۂ غیر معلمہ بھی ہے، جس نے لوگوں کو درسِ قرآن دیا۔ اسلام سے روشناس کرایا۔ یہی زینب بنت علیؑ ہیں کہ جب اسلام پر برا وقت آپڑا تو دین خدا کی خاطر تمام مصائب وآلام کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ یہی وہ وقت تھا جب حسینؑ مظلوم کو یزید نے خط بھیج کر مدینہ سے اپنی بیعت کے لئے بلوایا تھا زینب نے جب سنا حسینؑ کو یزید نے طلب کیا ہے اور حسینؑ عازم سفر ہیں تو چاہنے والی بہن بچوں کو لے کر بھائی

کے ہمراہ آمادۂ سفر ہوئی۔

غرض حسینؑ راستے کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے کربلا پہنچے جہاں افواج ظلم وجور نے حسین ابن علیؑ کا گھراؤ کرلیا۔ اور سلسلۂ تجدید کہن جاری رہا کہ یزید کی بیعت کرلو ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے۔ لیکن علیؑ کے لال کے لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ فاسق وفاجر کے ہاتھوں پر بیعت کرلیں۔ ساتھ ہی ایسے پُر آشوب ماحول میں عقیلۃ القریش جناب زینب کے ہمت افزا مشورے بھی کام کررہے تھے کہ بھیا امّاں کی کھیتی پامال ہوجائے لیکن نانا کا دین نہ مٹنے پائے۔

ہوا بھی وہی جب امام سید الشہداء کے تمام چاہنے والے فدیہ راہِ خدا ہوچکے مردوں میں سوائے عابد بیمارؑ کے کوئی باقی نہ بچا تو زہراؑ کا لال خیمہ میں بیبیوں سے رخصت آخر کے لئے آیا اور بیبیوں کو سلام آخر کرکے مقتل کی طرف جانے کا رخ کیا کہ چاہنے والی غمزدہ بہن نے بڑھ کر آواز دی: ''مھلاً مھلاً یابن الزھراءؑ'' فرزند زہراءؑ آہستہ چلئے۔ حسینؑ ٹھہر گئے پیچھے مڑکر دیکھا چاہنے والی بہن ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟

ثانیٔ زہراءؑ نے کہا امّاں کی وصیت یاد آگئی۔ امّاں نے کہا تھا جب میری گود کا پالا حسینؑ آخری وقت خدا حافظی کے لئے خیمہ میں آئے تو میری طرف سے حسینؑ کے گلوئے مبارک کے بوسے لے لینا۔ بھیا! گلے سے رومال ہٹائیے۔ زہراءؑ کے لال نے رومال ہٹایا۔ زینب نے گلے کے بوسے لئے۔ حسینؑ کو بھی ماں کی وصیت یاد آئی اور کہا بہن تم بھی بازوؤں سے ردا ہٹاؤ۔ غرض حسینؑ نے بھی ان بازوؤں کے بوسے لئے اور کہا بہن میرے بعد ان بازوؤں میں رسن بندھے گی۔

ہائے افسوس کربلا میں حسین کا سراقدس تن سے جدا کرکے نیزوں پر بلند کیا جارہا ہے بہن کھڑی دیکھ رہی ہے۔ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو بھائی پہ فدا ہونے کے لئے میدانِ قتال میں بھیجا تھا تاکہ ماں جایا بچ جائے اور نازوں کے پالے عون ومحمدؑ شہید ہوجائیں۔ برگشتہ حالات میں بھی زینبؑ پریشان نظر نہیں آتی۔ مصائب وآلام میں گرفتار ہونے کے بعد بھی ذمہ داری سے غافل نہیں ہیں۔ صبح سے شام تک حسینؑ اوران کے اصحاب وانصار پر ماتم کرنے والی بہن سید سجادؑ اور اہل حرم کی حفاظت کو اپنا وظیفہ سمجھ رہی ہے۔

کیونکہ چلتے وقت حسینؑ نے جناب زینبؑ سے کہا تھا:
زینب! میری شہادت کے بعد قافلہ والوں کی محافظ تم ہو۔ یتیم بچوں کو تسلی دینا تمہارا کام ہے۔ میرا بیمار فرزند امام وقت تمہارے حوالے ہے۔ میری چہیتی سکینہ کا ہر لحہ خیال رکھنا تمہاری ذمہ داری ہے۔

حسینؑ کی شیر دل بہن نے بھائی کی وصیت کے مطابق بہترین قافلہ سالاری کی۔ جب شام غریباں آئی۔ خیام حسینیؑ میں آگ لگادی گئی، علی کی لاڈلی بیٹی زینبؑ نے اتمام حجت کے لئے امام وقت کی طرف رجوع کرتے ہوئے شرعی مسئلہ دریافت کیا۔

اے بیٹا! تمام خیمے جل رہے ہیں اس عالم میں امامت کی مصلحت کیا ہے؟ خیموں میں رہیں اور جل جائیں یا

خیموں سے باہر نکل جائیں۔

امام سجادؑ نے باہر نکل جانے کا حکم دیا۔ بنت زہراءؑ نے حکم امام کی تعمیل کی اور بالخصوص جناب عابد بیمارؑ کو جلتے ہوئے خیموں سے باہر لے آئیں۔ گیارہویں محرم کی رات میں جب اہل حرم کو شمار کرتے وقت سکینہ نظر نہیں آئی تو اپنی مددگار بہن جناب ام کلثوم کو ہمراہ لے کر پُر ہول بن میں سکینہ کی تلاش میں نکلیں۔ آواز دے رہی تھیں کہ اک نشیب سے آواز آئی زینبؑ سکینہ یہاں ہے۔

غرض یہ کہ دونوں بہنیں سکینہ بنت الحسینؑ کو لے آئیں۔ دوسرے دن اہل حرم کو اسیر کر کے کوفہ لے جایا گیا اور کوفہ میں تشہیر کرنے کے بعد شام لے جایا گیا لیکن ناشر مظلومیت حسین زینبؑ نے ظلم کے خلاف زبردست احتجاج اور مقاصد حسینی کو نشر کرنے میں بڑی سعی پیہم فرمائی۔

اگر حسینؑ نے ''لاالٰہ الااللہ محمد الرسول اللہؐ'' کے لئے اپنی جان کو راہ خدا میں قربان کر دیا تو ثانیٔ زہراءؑ نے بھی بقائے ''لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہؐ'' کے لئے کربلا سے کوفہ اور کوفے سے شام تک رسن بستہ رہ کر مصائب کو برداشت کیا۔ جب دربار یزید میں اہل حرم کو لایا گیا تو یزید ملعون جو تخت شاہی پر بیٹھا ہوا اہل حرم کے سامنے سرِ حسینؑ کی بے ادبی کر رہا تھا کہ ایک شامی نے بیبیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کون بچی ہے؟ یزید نے کہا یہ حسینؑ کی بیٹی فاطمہ ہے۔ اس مرد شامی نے کہا۔ اس بچی کو میری کنیزی میں دے دو جیسے ہی حسین کی شیر دل بہن نے اس مرد شامی سے گستاخانہ جملہ سنا۔ اس بدبخت سے مخاطب ہو کر کہا: کس کی مجال ہے کہ حسینؑ کی اولاد کو کنیز بنائے۔ ہم اس مذہب کی بنیاد رکھنے والے گھر کے افراد ہیں جنھوں نے قرآن کی حفاظت کی اور اسلام کو نیست و نابود ہونے سے محفوظ رکھا۔

ثانیٔ زہراء نے بھرے مجمع میں علی کے لہجہ میں شجاعانہ انداز میں ایسی زوردار تقریر کی کہ تمام تماشائی مبہوت رہ گئے۔ زینب کبریٰ نے اپنے خطبہ کے ذریعہ لوگوں کو بتادیا کہ علیؑ کی بیٹی، رسولؐ کی نواسی، فاطمہؑ کی نور نظر اور حسین مظلوم کی ہمدرد بہن طوفان ظلم و جور سے نہیں ڈرتی۔

نہایت جرأت کے ساتھ یزید جیسے حاکم جابر سے مخاطب ہو کر کہتی ہیں: ''ساری حمد و ستائش پروردگار عالم کے لئے ہے اور درود و سلام ہے آخری نبیؐ پر کہ جس کی آل کو شہادت کا رتبہ ملا۔ اے یزید! ہم ناموس رسول کو ستا کر تجھے کیا مل گیا، اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو نے ہمیں اسیر کر کے دیار بہ دیار پھرا کر ہماری عزت میں کچھ کمی کر دی ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔

اگر تیرا غرور تیری حکومت کے پھیل جانے پر ہے تو جان لے کہ روز جزا و سزا تجھے تیری حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ جس دن اعلان ہوگا کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

یقینا تیری حکومت فانی، جماعت منتشر ہونے والی اور رائے ناقص ہے۔ پس ہر حال میں اللہ کی حمد ہے جس کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے جو ہمارے کاموں کا بنانے والا ہے۔

بہر حال حضرت زینبؑ نے اپنی مرضی اور شخصیت کو مرضئ معبود میں فنا کر دیا اور مصائب و آلام میں ہونے کے

باوجود معبود حقیقی کی حمد وثنا اور اپنے بھائی کا تذکرہ کرتی رہیں۔ ہمیشہ بھائی کو یاد کرکے روتی رہیں۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ حسین مظلوم پر رونا کہ جس نے اپنی زندگی کو راہِ خدا میں صرف کردیا ہو نشر مظلومیت، خلاف ظلم احتجاج اور خوشنودی معبود ہو کر عین عبادت ہے۔

واقعاً اگر حسینؑ کی شہادت اور زینبؑ کبریٰ کی اسیری نہ ہوتی تو آج اسلام نہ ہوتا یہ حسینؑ و زینبؑ کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ آج چہار دانگ عالم میں اسلام اپنے ٹھوس اقدار اور لافانی عظمتوں کے ساتھ باقی ہے۔ بس اب میں اپنے مضمون کو احسنؔ دانا پوری کے مرثیے کے ایک بند پر ختم کرتی ہوں:

چشم دنیا نے کہیں دیکھی نہیں ایسی بہن
ڈھونڈھنے والے بتا سکتے نہیں کیسی بہن
شاہ کی ماں فاطمہؑ اور فاطمہؑ جیسی بہن
منفرد بھائی تھا جیسا منتخب ویسی بہن
بھائی نے گردن کٹا کر حق کو زندہ کردیا
اور بہن نے ظلم کے شعلوں کو ٹھنڈا کردیا

☆